سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

عباد الرحمٰن کے اوصاف

اصلاح انقلاب امت

زبان کی حفاظت، لایعنی امور سے احتراز

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم قال اللہ تبارک و تعالی فی کلامہ المجید بسم اللہ الرحمن الرحیم یاایھا لذین امنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم و یغفر لکم ذنوبکم و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزا عظیما صدق اللہ عظیم (سورۃ احزاب رکوع ۶ آیت ۷۰، ۷۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو سیدھی بات کہ درست کر دے تمہارے گناہ کو اور جو کوئی اللہ اور رسول کے کہنے پر عمل پیرا ہوا اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

امت کی اصلاح کا بیش بہا نسخہ:

محترم سامعین قرآن کریم کی یہ دو آیات جو میں نے تلاوت کیں الفاظ کے لحاظ سے اگرچہ مختصر، مگر امت کے ہر فرد کی انفرادی و اجتماعی اصلاح کے لئے اس میں بیش بہا نسخہ بیان فرمایا گیا۔

اس سے پہلے آیت یعنی یاایھا الذین امنوا لاتکونوا کالذین اذو موسی الخ میں تمام مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم اپنے پیغمبر کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ وسلوک نہ کرنا جیسا کہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی حضرت موسیٰ کے ساتھ کیا کہ حضرت موسیٰ کو انہوں نے قسم قسم کی اذیتیں پہنچائیں، جھوٹے الزامات لگائے، ان کا تمسخر اڑایا۔ ان کے برص و دیگر امراض میں مبتلا ہونے کے پراپیگنڈے کئے۔ ان کے خرافات و الزامات سے اگرچہ موسیٰ کی شان و مرتبہ میں کچھ کمی نہ آئی کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے مقدس بندے اور رسول تھے، بلکہ الزام تراش اپنی دنیا و آخرت کو تباہ کیا اور کہیں کے نہ رہے۔ اللہ نے موسیٰ کی براۃ ظاہر فرمادی اور ان کا صحیح و سالم ہونا تمام دنیا پر واضح کر دیا۔

رب العزت موسیٰ کی برأت فرمانے کے بعد امت محمدی کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے اللہ اور محمدؐ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنے والو نے موسیٰ کے قوم کی طرح تم اپنے پیغمبر کی مخالفت کر کے ان کو ایذاء مت دینا۔ بلکہ اپنی تمام زندگیوں کو

اللہ و رسولؐ کے فرمان کے مطابق گزارتے رہنا۔ موسیٰؑ کو جس نے ایذا پہنچانے کا اشارہ مذکورہ آیت میں کیا گیا اس کا بیان خود محمد ﷺ نے جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اور طریقوں سے بنی اسرائیل کا اپنے نبی کو تکالیف دینے کے ساتھ ساتھ سب سے بڑے جرم کا ارتکاب انہوں نے یہ کیا کہ لسانی و زبانی کلام کے ذریعہ جھوٹے الزامات اور بے سروپا عیوب آپؑ پر لگاتے تو بطور خاص رب العزت نے مسلمانوں کو ہدایت فرمادی کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھ کر بری باتوں سے اپنے آپ کو دور رکھو اور خاص کر کلام و گفتار میں شدت احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھا جائے جو بات بھی کرنی ہو تیکھی سیدھی اور حق پر مبنی ہونی چاہیے کسی موقع پر اعتدال کی راہ کو نہ چھوڑا جائے۔

قول سدید:

آیت کریمہ میں قول سدید کا ذکر فرمایا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ کلام دو قسم کا ہے ایک سدید اور دوسرا غیر سدید سدید وہ کلام جو حقیقت کے عین مطابق ہو اور ٹھوس و صحیح دلائل کے ساتھ پیش کیا جائے اور غیر سدید وہ کلام جس میں حقیقت کو ملحوظ خاطر نہ لایا جائے اس کی بنیاد ظن گمان رائے زنی پر ہوتی ہے اسی وجہ سے مفسرین نے کلام سدید کو مومنانہ کلام اور کلام غیر سدید کو منافقانہ کلام کے ناموں سے یاد کیا ہے۔ اس منافقانہ طرز کلام سے بچنے کی دعوت دے کر حق تعالیٰ بنی نوع انسان کو فلاح و نجات کا راستہ بتلا رہے ہیں اور حضور ﷺ نے بھی اسی لسان و کلام کی لغزشوں پر بار ہا امت کو تنبیہ کر کے خود بھی اپنے کلام و لسان کو قابو میں رکھا۔

زبان کی حفاظت:

حضور اقدس ﷺ کا زبان کو قابو میں رکھنے کے بارے میں فرمان ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان العبد ليتكلم بالكلمة من رضوان الله لايلقى لها بالا يرفع الله بها درجات و ان العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله لايلقى لها بالا يهوى بها فى جهنم رواه البخارى ۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضور سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بندہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نکالتا ہے جسمیں حق تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے اگرچہ بولنے والا اسکی اہمیت کو نہیں جانتا، لیکن اللہ تعالیٰ اسکے سبب سے اسکے درجات بلند کر دیتا ہے اسی طرح جب بندہ ایسی غیر مناسب بات زبان سے نکالتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ بن جاتی ہے تو اگرچہ وہ بندہ اس بات کی اہمیت سے ناواقف ہوتا ہے لیکن وہ بندہ اس بات کے سبب سے دوزخ میں گر جاتا ہے

ارشاد گرامی کا خلاصہ یہ نکلا کہ اپنے قول و زبان کو قابو میں رکھ کر منہ سے نکالی ہوئی کسی بات کو بھی غیر یا کم اہم نہ سمجھو۔ بعض اوقات انسان اپنے قول کی قدر و اہمیت سے واقف نہیں ہوتا اپنی بات کو نہایت معمولی درجہ کی بات سمجھ جاتا ہے، مگر عند اللہ وہ بات اس کی نجات مقبولیت اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بن جاتی ہے اور کبھی اپنی بات کو معمولی سمجھ کر اس

کو زبان سے نکالنے میں کوئی عار و باک محسوس نہیں کرتا لیکن حقیقت میں وہ بات انجام کے اعتبار سے اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ وہ اس کے لئے جہنم میں رسائی کا باعث بن جاتی ہے۔

ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرماتے ہیں:

عن عقبة بن عامر قال لقيت رسول الله صلم فقلت ما النجاة فقال املك عليك لسانك و وليسعك بيتك و ابك على خطيئتك۔ (رواہ الترمذی)

عقبۃ بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے ملاقات کر کے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ دنیا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو تمہارا گھر تمہارے لئے کافی ہو اور اپنے گناہوں پر خوب روؤ۔

یعنی اپنی زبان کو ایسی چیزوں اور باتوں سے محفوظ رکھو جن میں خیر و بھلائی نہیں دوسروں کے عیوب و نقائص تلاش کرنے کی بجائے اپنے دین کے معاملہ میں محتاط اور پرہیز گار رہو اور اپنے احوال پر نظر رکھ کر اپنی برائیوں کا محاسبہ کرو۔ یہی زبان و کلام انسان کو کامیابیوں کے نقطہ عروج تک بھی پہنچا دیتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے بارہا دنیوی و اخروی ذلتوں اور رسوائیوں کا سامنا کرنا بھی پڑ جاتا ہے اسی وجہ سے صاحبِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی سعید رفعه قال اذا اصبح ابن آدم فان الاعضاء کلها تکفر و اللسان فتقول اتق الله فينا فانا نحن بك فان استقمت استقمنا و ان اعوججت اعوججنا۔ (رواہ الترمذی) حضرت ابی سعید خدری حضور ﷺ سے بطریق مرفوع روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب ابن آدم صبح کو کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کے ساتھ التجا کرتے ہوئے کہتے ہیں' ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر' کیونکہ ہمارا دارومدار تجھ پر ہے۔ اگر تو (زبان) سیدھی و درست رہے گی تو ہم بھی صحیح و سالم' اگر ٹیڑھی اور کجی کی راہ پر رہی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا۔

زبان دل کی بھی ترجمان ہے:

اصل میں پورے جسم و اعضا' کا بادشاہ و سردار تو دل ہے' مگر دل کی ترجمان و نائب زبان ہے' دل میں جو تصور و خیال پیدا ہو زبان اس کا اظہار کر کے باقی اعضا' جسم اس پر عمل کرتے ہیں' تو جیسے دل کے صحیح و سالم ہونے سے پورا جسم صحیح و سالم کہلاتا ہے' اسی طرح زبان و کلام کی درستگی سے جسم کے باقی تمام اعضا' ہر قسم کی آفات و مصائب سے محفوظ رہتے ہیں' مرشد عالم ﷺ نے فتنوں کی جڑ زبان کو قرار دے کر اس فتنے سے بچنے کی ہدایت بارہا فرمائی۔

عن سفیان بن عبد الله الثقفی قال قالت یارسول الله ماتخاف علی قال فاخذ بلسان نفسه و قال هذا۔ (رواہ الترمذی) حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا آپ میرے بارے میں جن اشیاء سے ڈرتے ہیں ان میں سب سے زیادہ خطرناک

چیز کون سی ہے۔ حضرت سفیان کہتے ہیں کہ آپؐ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کہ یہ چیز یعنی تمہارے بارے میں مجھے سب سے زیادہ خطرہ اس زبان سے لگتا ہے کہ گناہ کی اکثر باتیں اس سے صادر ہوتی ہیں لیکن تم زبان کے اس خطرناک فتنہ سے بچو حضور اکرم ﷺ نے اپنی زبان پر کنٹرول کر کے امت کو ایک قابل عمل اور ہزاروں گناہ و مصائب سے بچنے کا راستہ دکھلایا' حضرت علیؓ حضور کی سیرت مطہرہ بیان کرتے ہوئے گویا ہیں ولایتکلم الافیمار جا ثوابہ کہ آپ صرف وہی کلام فرماتے جو باعث اجر و ثواب ہوتا۔

لایعنی امور سے احتراز:

کسی شخص کے بہترین مسلمان ہونے کی جو خوبی حضورؐ نے بیان فرمائی وہ یہ کہ من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ کہ بیکار اور بے مقصد باتوں کو چھوڑ دے یہی وجہ ہے کہ بزرگوں نے فرمایا کہ دوسروں کی غیبت یعنی عیوب کو تلاش کرنا اگر گناہ کے زمرہ میں نہیں آتا تو بھی بے مقصد اور بے کار عمل ہونے کی وجہ سے اس سے بچنا ضروری ہے۔ بعض دوستوں کو بیماری یہی ہوتی ہے کہ وہ ہمہ وقت اوروں کی غیبت اور ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اور سارا وقت اپنی زبان کو اسی بے مقصد کلام میں استعمال کر کے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مصداق بنتے جاتے ہیں۔ جس کی سخت ترین الفاظ میں مذمت قرآن و حدیث میں بیان ہو چکی ہے۔

ہم ہی میں اکثر و بیشتر اپنے آپ کو بڑے بڑے عالم اور سمجھدار کہلوانے والے زبان کے اس بے محل دباؤ میں ایسے مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اپنی پوری کی پوری محفل و مجلس صحابہ کرام' اکابرین امت اور بزرگان ملت کے شان میں ایسے لغو فضول تحقیق و گفتار میں گزار دیتے ہیں جس کا نہ دین سے کوئی تعلق واسطہ اور نہ آخرت کی فوز و فلاح کا دار و مدار۔ حالانکہ یہ ایسے موضوعات ہوتے ہیں جن میں رائے زنی کی گنجائش ہے اور نہ بے ضرورت تفتیش کی' ایسے مسائل کی بجائے اگر قوت گویائی کے اس اہم ہتھیار کو دین کے بنیادی و اہم امور کی طرف موڑ کر اصلاح امت کے کام میں استعمال کیا جائے' تو اس سے وہ کام لیا جا سکتا ہے جو اور کسی طاقتور سے طاقتور ہتھیار سے بھی نہیں لیا جا سکتا۔

مسلمانوں کی حالت زار:

آج ہمارا حال یہ ہے کہ گھر گھر بے دینی کی لہر زوروں پر ہے' انفرادی و اجتماعی معاشرہ شریعت و شرعی احکام سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ پورا ڈھانچہ ہی غیر اسلامی و غیر اخلاقی مخرب اخلاق رسیوں میں جکڑا ہوا ہے' شعائر دین کا سرِ عام مادر پدر آزادی کے نام پر مذاق اڑایا جا رہا ہے' انبیاء و صحابہ تک کو معاف نہیں کیا جا رہا ہے مگر ہماری زبانوں پر تالے لگے ہوئے ہیں' منہ سے ایک جملہ بھی اصلاح حال کی خاطر کار خیر سمجھ کر نہیں نکالا جا رہا ہے زیادہ سے زیادہ ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے مصداق یہ کہہ کر اپنے ذمہ داری سے جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے ''کہ ہر کسی کو اپنی اپنی قبر میں رہ کر اپنے اپنے کیے کی جوابدہی کرنی ہے''

توہاں اس زبان وکلام کے بے محل استعمال کے سلسلہ میں غیبت جیسے خطرناک گناہ کا ذکر ہورہا تھا کہ ہماری کوئی مجلس اٹھنا بیٹھنا اس سے خالی نہیں' اکثر وبیشتر میں عرض کرتا رہتا ہوں کہ اس گناہ کے سلسلہ میں ہم اس حد تک گرکر پستی کی طرف جاچکے ہیں کہ اتفاق سے اگر کہیں تین قریبی دوست بیٹھے ہوں اور انمیں سے کسی ایک کو اپنی کسی اہم حاجت کے پیش نظر اس نشست سے اٹھنا بھی ہو اس خوف سے کہ میرے اٹھتے ہی یہ بقیہ دو میرا پوسٹ مارٹم شروع کردیں گے اور اگلا پچھلا سارا شجرہ نسب تار تار کردینگے نہیں اٹھتا آخر مسلمان اور خود کو جنت کے ٹھیکیدار کہلوانے کے باوجود ہم کیوں اس تیزی سے گمراہی کے گڑھے اور تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم میں اکثر دوستوں کے اذہان اتنے پست ہوگئے ہیں کہ اپنے عیوب کی طرف دیکھ کر انکی اصلاح کی بجائے اپنے ہی حقیقی ودینی بھائیوں کی رسوائی پر تلے ہوئے ہیں

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ارشاد:

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے زبان کے اس سب سے بڑے گناہ غیبت کے بارے میں غیبت کرنے والے سے ایک اہم سوال فرمایا ہے کہ جس کی برائی بیان کی جارہی ہے' آیا بیان کرنے والے کا مقصد اس شخص کی صلاح کا خواہشمند ہونا ہے' یا اس کی بدنامی کا ڈھنڈورا پیٹنا ہے اگر اصلاح کرنے کا ارادہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ کبھی شفقت اور نرمی سے اس کو اپنے فعل بد پر خبردار کرکے تنہائی میں اس کی درستگی کی کوشش نہ کی' اور اگر یہ نہ ہوسکا تو پھر ظاہر ہے کہ لوگوں کے درمیان کسی کی برائی کا ذکر کرنا قطعاً اصلاح اور درستی کے ارادہ سے نہیں بلکہ معاشرہ میں بدنام کرنا ہی مقصد بیان ہے۔

رابعہ بصریہؒ کا معمول:

اسلام کی عظیم ونامور نسوانی ہستیوں میں سے حضرت رابعہ بصریہؒ جیسی عظیم المرتبت ونیک ہستی کا نام آپ نے بارہا سنا ہوگا جن کے بارے میں حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اپنے کلام وزبان کو کبھی شیطان کی برائی بیان کرنے میں بھی استعمال نہ فرمائی تھی' اور وجہ بیان کرتیں کہ جتنی دیر اس بے مقصد اور لاحاصل کام میں قوت گویائی کو صرف کرنا ہے کیوں نا اتنی دیر تک اپنے خالق حقیقی اور منعم ازلی کا ذکر کرکے حیات ابدی میں سرخروئی حاصل کروں۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ''الغیبۃ اشد من الزنا'' گناہ کے اعتبار سے غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے' عام طور سے غیبت دو قسم کے لوگوں کی کی جاتی ہے' ایک تو ایسے افراد کی غیبت جو حقیقت میں برے اور مذمت کے قابل ہیں' ان پڑھ اور جاہل لوگ جو دین کے مسائل سے ناآشنا ہوتے ہیں وہ اسی قسم کی غیبت میں مبتلا ہوتے ہیں' اور دوم قسم غیبت کی نیکیوں کو برا کہنا' بدقسمتی سے جیسے کہ پہلے بھی عرض کرچکا ہوں' کہ بڑے دانا وسمجھدار اور علم کے زیور سے آراستہ لوگ اس دوسری قسم کی غیبت میں مبتلا ہیں' ان کے سامنے مجلس میں اگر انہی کے ہم پیشہ یعنی عالم وفاضل کا ذکر کیا جائے تو اس کے مرتبہ اور مقام کو کم کرنے کے لئے اس میں ہزاروں نقص اور عیوب نکالنے کی کوشش شروع کردی جاتی ہے۔

زبان کی بے احتیاطی کی مضرتیں:

اگر ہم اپنے گناہوں پر انصاف سے غور کریں تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اکثر و بیشتر معاصی و دین و دنیا کی تباہی کا سبب بدزبانی و بدکلامی ہی ہے کئی دفعہ زبان سے غیر مناسب بات نکل کر انتہائی قریب عزیزوں اور دوستوں کے درمیان دشمنی وفساد کا ذریعہ بن جاتی ہے جسکے نتیجہ میں آپ کو تو علم ہی ہے کہ ہمارے پختون' معاشرہ میں جہالت اور بے علمی کی وجہ سے قتل وقتال کا سلسلہ شروع ہو کر کئی پشتوں تک جاری رہتا ہے' گویا دین و دنیا کے اختلاف وفساد کی جڑ یہی زبان ہی ہے' وجہ یہ کہ انسانی بدن اور اعضاء کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں ہاتھ پاؤں کے ذریعہ کام کرنے سے ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے کہ یہ دونوں اعضاء تھک و درماندہ ہو کر جواب دے جاتے ہیں درد والم کا احساس ہو جاتا ہے' دماغ کو زیادہ استعمال میں لانے کی وجہ سے یہ بھی ایک مرحلہ پر سن ہو جاتا ہے' یہی حال اور اعضاء انسانی کا بھی ہے اگر تھکاوٹ نام کی شئی سے واقف نہیں تو وہ صرف زبان ہی ہے جو ہر وقت قینچی اور درانتی کی طرح چل کر جائزہ و ناجائز کی تمیز ہی نہیں کرتی۔

اپنے مسلم معاشرہ پر نظر دوڑائیں' ہر جگہ افتراق وانتشار کا دور دورہ ہے' گھر گھر دشمنی اور نفرتوں کا سیلاب اُمڈ آیا ہے' اپنے پرائے اور بڑے چھوٹے کی تمیز ختم' فرق مراتب احترام و ترحم ناپید ہے' قبیلہ قبیلہ سے متنفر فرد فرد سے اور جماعت جماعت سے گریزاں' صبح وشام اتحاد و اتفاق کا درس دئے جا رہے ہیں' خطباء و واعظین حضرات کا کوئی خطبہ ووعظ بھی افتراق واختلاف سے بچنے اور اتفاق پر عمل کی تلقین سے خالی نہیں' پھر بھی اتحاد و اتفاق کی بجائے انتشار کی طرف مسلمان بڑھ رہے ہیں' اس کی سب سے بڑی وجہ زبان وکلام کی بے احتیاطی' یہ تمام کارستانیاں اسی زبان ہی کی ہیں۔

کسی بات کو معمولی سمجھ کر بے احتیاطی کے ساتھ بولنے سے وہ اختلاف پیدا ہو جاتے ہیں کہ جس کے سامنے پھر بڑے سے بڑا بند بھی نہیں باندھا جا سکتا اور انفرادی اور اجتماعی اتحاد کا پورا شیرازہ ہی بکھر جاتا ہے۔

بات کہاں سے کہاں جا پہونچی بہر حال پورے وعظ وابتداء میں بیان کردہ آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے تول اور پھر بول کے مقولہ پر عمل کیا جائے تو آخرت کے خسارہ اور دنیا کے مصائب میں مبتلا ہونے والی ہزاروں تکالیف سے بچا جا سکتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ اللہ کا خوف دل میں پیدا کر کے سیدھی اور درست بات کہنے کی خاصیت یہ ہے کہ ایسے شخص کو بہترین اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت حاصل کرنے والے اعمال کی توفیق اللہ نصیب فرما کر اس کی برکت سے کئی گناہ دھل جاتے ہیں...... یہ دنیوی واخروی فوز وفلاح کا حصول تب ممکن ہوگا کہ قلوب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کا جذبہ موجزن ہو کیونکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں حقیقی و دائمی کامیابی کا راز مضمر ہے جس کسی نے اس اہم اور لازمی راہ کو اختیار کیا وہ ہر موڑ پر کامیاب رہا۔

اللہ جل مجدہ' ہم سب کو اپنے اور اپنے محبوب ﷺ کا اطاعت گزار بنا کر ہر قدم پر ان کی تابعداری سے ہمکنار فرمائے۔ امین۔